مُناظرہ

اِمام جعفر بن محمد الصّادِق
قدس سرہ العزیز

افادات

مفکرِ اسلام کنز العلماء بحر العلوم
مولانا مفتی ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ العالی

صراطِ مستقیم پبلیکیشنز 6-5 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور
042-37115771-2, 0315 / 0321 - 9407699

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُناظرۃ

اِمام جعفر الصادِق

قدس سرہ العزیز

حصّہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي

رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا ورسولا

اللہ اکبر اللہ اکبر لبیک لبیک یارسول اللہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

وعلی الہ واصحابہ اجمعین اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الم ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ

صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم الامین

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا

عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

الصلوۃ والسلام علیک یاخاتم النبیین

وعلی الک واصحابک یاخاتم المعصومین

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اللہ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہ وجل ذکرہ وعز اسمہ کی حمد وثنا اور سید سروراں، حامی بے کساں، دستگیر جہاں، غم گسار زماں، قائد المرسلین، خاتم النبیین، جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دربار گوہر بار میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد!

رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے جمعۃ المبارک کے موقع پر سیدنا شاہ جلال ریسرچ سینٹر میں آج ہمارا موضوع ہے:

افضلیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ پر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک رافضی سے مناظرہ

گزشتہ موضوع کے اندر اس کا پہلا حصہ پیش کیا گیا جس میں رافضی کی چھ دلیلوں کا جواب حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف سے دیا گیا آج اس کا دوسرا حصہ ہے اور انشاء اللہ تیسرے حصے میں یہ جا کر مناظرہ مکمل ہوگا۔

پہلے حصہ میں اس رافضی نے چھ دلیلیں دی تھیں۔ اب ساتویں دلیل سے بات کی جائے گی۔

رافضی کی دلیل نمبر سات

رافضی نے افضلیت مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کو ثابت کرنے کے لیے ساتویں دلیل دی اور کہا:

ان اللہ تعالی یقول: اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ۔[1]

---

[1] پارہ:10، سورۃ التوبۃ، الآیۃ:19۔

کنز الایمان: تو کیا تم نے حاجیوں کی سبیل اور مسجد حرام کی خدمت اس کے برابر ٹھہرالی جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں۔

نزلت فی علی علیہ السلام

تو اس رافضی نے کہا کہ یہ آیت کریمہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں اتری ہے اور اس شان کی وجہ سے حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ پر فضلیت حاصل ہے۔

اب اس کے جواب میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ نے جو کہا وہ میں ابھی پڑھ کے سناتا ہوں لیکن اس سے پہلے میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے عربی لٹریچر کے اندر مطلقاً اس آیت کریمہ کے لحاظ سے جو دلیل رافضی نے بیان کی کسی مرفوع حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے البتہ اس کو امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالی علیہ سے مرسلا روایت کیا گیا ہے۔

اور اس کو تفسیر عبد الرزاق کے اندر ذکر کیا گیا ہے۔

ویسے جو عموی طور پر مرفوع طریقے سے اس کا شان نزول بیان کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ جب مسلمان مدینہ منورہ میں تھے اور مکہ مکرمہ میں قریش کا قبضہ تھا تو ابو جہل اور اس کے ٹولے نے یہ کہا کہ ہم اللہ کے زیادہ قریبی ہیں کیونکہ ہم اللہ جل جلالہ کے گھر میں رہتے ہیں، ہم مسجد حرام کے متولی ہیں، حاجیوں کو جو بھی عہد جاہلیت کا حج ہوتا تھا انہیں ہم پانی پلاتے ہیں، مسجد حرام میں کوئی اینٹ لگانی پڑے تو ہم لگاتے ہیں لہذا ہم اللہ جل جلالہ کے زیادہ قریب ہیں۔

اس پر اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ان کے رد میں یہ کہا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اگرچہ مدینہ میں رہتے ہیں لیکن وہ ایمان لائے ہیں، وہ جہاد کر رہے ہیں تو تم میں سے کوئی بھی ان کا ہم پلہ نہیں ہے۔

اے قریش! یہ جو مسجد حرام کی اینٹیں لگانا اور حاجیوں کو پانی پلانے کو تم اپنی برتری کے طور پر بتا رہے ہو یہ ہرگز دونوں باتیں آپس میں برابر نہیں ہیں۔ ہاں فضیلت وہ ہے کہ اللہ کو ایک مانا جائے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا جائے اور اللہ جل جلالہ کے رستے میں جہاد کیا جائے۔

لیکن جو رافضی نے ذکر کیا اس کا تذکرہ بھی عربی لٹریچر میں محفوظ ہے اگرچہ وہ مرسلا ایک تابعی سے اس کو ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ

انها نزلت فی علی و عمه العباس رضی الله تعالی عنهما [1]

یہ آیت مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ جو مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کے چچا جان ہیں ان کے بارے میں یہ نازل ہوئی

---

(۱) اس مناظرہ کے محقق علی بن عبد العزیز العلی آل شبل نے حاشیہ میں امام عبد الرزاق الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے مذکورہ بالا الفاظ لکھے ہیں جو کہ کافی تلاش و بسیار کے باوجود نہیں ملے۔

(مناظرۃ جعفر بن محمد الصادق مع الرافضی، صفحہ: 114، مکتبۃ الرشد، ناشرون)

البتہ تفسیر عبد الرزاق الصنعانی میں درج ذیل الفاظ موجود ہیں

عن الشعبی قال: نزلت فی علی و عباس تکلما فی ذلک۔

(تفسیر عبد الرزاق، سورۃ التوبۃ، تحت الآیۃ: 19۔ 2/138، دار الکتب العلمیہ۔)

مصنف ابن ابی شیبہ میں درج ذیل الفاظ موجود ہیں۔

عَنِ الشَّعْبِيِّ: {أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ}

قَالَ: نَزَلَتْ فِي عَلِيٍّ وَالْعَبَّاسِ

مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، باب فضائل علی بن ابی طالب، 12/81، الحدیث: 32787، دار القبلہ۔

مزید ابن جریر کے حوالے سے اس کی ایک وجہ نزول بیان کی گئی وہ یہ ہے محمد بن کعب القرطبی کہتے ہیں

افْتَخَرَ طَلْحَةُ بْنُ شَيْبَةَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

فخر کیا طلحہ بن شیبہ نے اور حضرت عباس بن عبد المطلب نے اور حضرت عباس بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہم نے۔

یعنی آپس میں تینوں بیٹھے تھے اور آپس میں اپنا اپنا فخر کے طور پر تذکرہ کیا تو حضرت طلحہ بن شیبہ چونکہ اس خاندان سے تھے جن کے پاس کعبے کی چابی تھی تو حضرت طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا

أَنَا صَاحِبُ الْبَيْتِ

میں بیت اللہ والا ہوں

مَعِي مِفْتَاحُهُ

میرے پاس اس کی چابی ہے

وَلَوْ أَشَاءُ بِتُّ فِيهِ

میں چاہوں تو رات بیت اللہ کے اندر گزاروں۔

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی اس شان کا ذکر کیا۔ اس کے بعد

وَقَالَ الْعَبَّاسُ

حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا

أَنَا صَاحِبُ السِّقَايَةِ

جو زم زم پانی پلانے کی وزارت ہے وہ میرے پاس ہے

وَالْقَائِمُ عَلَيْهَا

میں اس کا نگہبان ہوں۔ سارا یہ میرے کنٹرول میں ہے

وَلَوْ أَشَاءُ بِتُّ فِي الْمَسْجِدِ

تو میں بھی یہ اختیار رکھتا ہوں میں چاہوں تو رات مسجد حرام میں گزاروں۔

یہ حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی عظمت بیان کی۔ اس کے بعد

فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا أَدْرِي مَا تَقُولَانِ

آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا تم کیا کہتے ہو؟

لَقَدْ صَلَّيْتُ إِلَى الْقِبْلَةِ سِتَّةَ أَشْهُرٍ قَبْلَ النَّاسِ

میں نے عام لوگوں سے چھ مہینے پہلے اس قبلے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔

آپ نے اپنی اس فضیلت کو بیان کیا اور مزید فرمایا

وَأَنَا صَاحِبُ الْجِهَادِ

میں صاحب جہاد ہوں۔

تو اس شان نزول کے مطابق اس موقع پر یہ آیت

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ.[1]

نازل ہوئی۔ یعنی یہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کی فضیلت میں نازل ہوئی۔

ان دونوں باتوں کو جس کا حوالہ حضرت طلحہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے دیا تھا ایک طرف ذکر کیا گیا اور مقابلے میں حضرت مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کی افضلیت کا ذکر کیا گیا اور اس طرح مرسلا شان نزول اس آیت کا موجود ہے جس کو رافضی نے اپنی طرف سے بطور دلیل پیش کیا۔

(۱) تفسیر ابن جریر، سورۃ التوبۃ، تحت الآیات:19، 14/ 171، الحدیث:16563، موسسۃ الرسالۃ۔
تفسیر ابن کثیر، سورۃ التوبۃ تحت الآیات:19 الی 22، 4/ 107، دار الکتب العلمیہ۔

توحضرت امام جعفر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس آیت کے شان نزول پر کوئی بحث نہیں کی کہ شان نزول کے لحاظ سے آپ کوئی وضاحت کرتے کہ یہ ثانیاً شان نزول ہے اور اس کا پہلا شان نزول یوں ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر کوئی بحث نہیں کی بلکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور طریقے سے جواب دیا

فقال له جعفر علیه السلام

حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا:

لأبی بکر مثلها فی القرآن

یہ جس طرح فضیلت تم مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے بیان کرر ہے ہواس کی مثل قرآن میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی فضیلت بھی موجود ہے۔

اور اس پر آپ نے یہ آیات پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قال الله تعالى: لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ

تم میں فتح سے پہلے خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں

توفتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والوں کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟

أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا

وہ بعد میں خرچ کرنے والوں اور لڑنے والوں سے مرتبے میں بڑے ہیں

وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى

اور ان سب سے اللہ نے سب سے اچھی چیز کا وعدہ فرمالیا ہے۔

حسنی میں سارے صحابہ کرام علیہم الرضوان برابر ہیں اور حسنی ہے جنت کہ فتح مکہ سے پہلے جنہوں نے کلمہ پڑھا وہ صحابی بھی جنتی ہیں، فتح مکہ کے بعد جنہوں نے کلمہ پڑھا وہ بھی جنتی ہیں۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔ (۱)

اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

تو یہ آیت کریمہ پڑھنے کے بعد حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کی پھر تشریح کی چونکہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ بھی تو اسی جواز میں ہیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار بھی انہیں صحابہ کرام علیہم الرضوان میں ہے جو فتح مکہ سے پہلے کلمہ پڑھا، جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے جہاد کیا، جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے اسلام کے لیے محاذ پر کھڑے رہے تو حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالی عنہ نے جو اس آیت کو دلیل بنایا تو اس کی وضاحت اس طرح کی

وکان أبو بکر أول من أنفق ماله علی رسول الله صلی الله علیه وسلم، وأول من قاتل، وأول من جاهد

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے اپنا مال اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر نچھاور کیا۔

یعنی فتح مکہ سے پہلے اگرچہ بہت سی شخصیات ہیں جنہوں نے اپنا مال اللہ کے رستے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا لیکن ان میں ترتیب ہے کہ کون پہلے نمبر پر مال خرچ کر رہا تھا؟ کون دوسرے نمبر پر خرچ کر رہا تھا؟

کون تیسرے پہ خرچ کر رہا تھا؟ کون چوتھے نمبر پہ خرچ کر رہا تھا؟

اور یہ بہت سے مراحل تھے۔

تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ افضلیت حاصل ہے کہ آپ اس جماعت میں جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا ان میں آپ پہلے نمبر پر ہیں

---

(۱) پارہ: 27، سورۃ الحدید، الآیۃ: 10۔

وكان أبو بكر أول من أنفق ماله على رسول الله صلى الله عليه وسلم ،وأول من قاتل،

صرف مال خرچ کرنے کے لحاظ سے ہی آپ کا پہلا نمبر نہیں بلکہ دین متین کے دفاع اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت کے لیے جس نے سب سے پہلے عملاً جہاد کیا وہ بھی صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔

اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

وأول من قاتل،

یہ آپ نے ایک علیحدہ شق بنائی اور

وأول من جاهد

یہ آپ نے علیحدہ شق بنائی۔

یعنی قتال بھی سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے کیا۔

اور جہاد بھی سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے کیا۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پھر اس کی جدا جدا مثالیں دیں کہتے ہیں:

وقد جاء المشركون

مکی زندگی میں مشرکین نے حملہ کر دیا

فضربوا النبي صلى الله عليه وسلم

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیکر پر نور پر مشرکین نے حملہ کر دیا یہاں تک کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو گئے

وبلغ أبي بكر الخبر

اس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ پاس نہیں تھے۔

مکہ مکرمہ میں کئی دور کسی جگہ پر تھے اور آپ کو خبر پہنچی کہ مشرکین نے حملہ کیا ہے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو گئے ہیں تو

فأقبل يعدو في طرق مكة

آپ مکہ مکرمہ کی گلیوں میں دوڑتے دوڑتے آ گئے

یعنی جہاں سنا وہیں سے سیدھے اس جگہ کی طرف دوڑتے آ گئے جہاں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا گیا تھا

يقول

یہ کہہ رہے تھے

ويلكم أتقتلون رجلاً أن يقول ربي الله

تم تباہ ہو جاؤ، تم ایسی ذات پر حملہ کر رہے ہو جو یہ کہتے ہیں میرا رب اللہ ہے

ربی اللہ ان کی دعوت ہے، ربی اللہ ان کی صدا ہے اور تم ان پر حملہ کر رہے ہو؟

وقد جاءكم بالبينات من ربكم ؟

اور وہ تمہاری طرف اللہ کی طرف سے نبی بن کے آئے ہیں

فتركوا النبي صلى الله عليه وسلم وأخذوا أبا بكر فضربوه

تو جہاں یہ لڑائی ہو رہی تھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے وہاں آ کر جب یہ لفظ بولے

ويلكم

تم تباہ ہو جاؤ، تم کیا کر رہے ہو تو

فترکوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ان مشرکوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا

وأخذوا أبا بکر

اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو پکڑ لیا

فضربوہ

تو آپ کو مارا

حتی ما تبین أنفہ من وجھہ

اتنا مارا کہ آپ کہ چہرے پر رخسار اور ناک کا فرق ختم ہو گیا۔

یعنی رخسار مبارک اتنے سوج گئے کہ درمیان میں ناک علیحدہ محسوس نہیں ہو رہی تھی، اتنے رخسار بڑھ کر اوپر آ گئے۔

اشجع الناس کون؟

دوسری روایت جو عام عربی لٹریچر میں موجود ہے اس میں ہے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک موقع پر اس کو بیان کیا جب آپ نے پوچھا کہ

من اشجع الناس؟

سب سے شجاع کون ہے؟

تو لوگوں نے کہا آپ سب سے شجاع ہیں۔ تو آپ نے فرمایا

اشجع الناس ابی بکر

سب سے شجاع حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔

اور تاریخ الخلفاء وغیرہ میں بھی ذکر ہے۔

اس میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو دلیلیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشجع الناس ہونے کے لحاظ سے دیں۔

☆۔ پہلی دلیل: عریش بدر کے لحاظ سے دی کہ اس وقت جب کہا گیا کون ہے جو بدر کے اس خیمے کے پاس اکیلا پہرا دے گا؟ تو

فواللہ ما دنی منا احد الا ابو بکر شاھرا بالسیف الی راس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خدا کی قسم ہم میں سے کوئی آگے نہیں بڑھا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ننگی تلوار لہراتے ہوئے آگے آگئے اور آپ نے اکیلے اس موقع پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے پہ پہرا دیا۔

☆۔ دوسری دلیل: آپ نے یہ مکی زندگی والا واقعہ بیان کیا۔

اور اس میں کہا کہ اس عرب کے ماحول میں مکہ مکرمہ میں کسی اور میں یہ طاقت نہیں تھی کہ وہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑا ہو کر کافروں سے بات کرتا اور ان کو مارتا۔ کہتے ہیں:

یضرب ھذا، ویجا ھذا، ویتلتل ھذا،

یضرب ھذا	ہاتھوں سے مارنا اور
یتلتل۔[1]	ٹھڈوں سے مارنا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جونہی پہنچے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو صرف زبان سے ہی نہیں روکا بلکہ کسی کو مکا مار، اکسی کو ٹھڈا مارا۔

(۱) تاریخ الخلفاء، خلافۃ ابی بکر الصدیق، فصل فی شجاعتہ، صفحہ: 111، المکتبۃ الحقانیۃ۔

مجمع الزوائد، کتاب المناقب، ابواب مناقب ابی بکر، باب جامع فی فضلہ، 9/29، الحدیث: 14333، دار الفکر

اور یہ کہنے کہ بعد آپ نے فرمایا:

أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ۔ [۲]

تم ایسی ذات پہ حملہ کر رہے ہو کہ جو اللہ رب العزت کو رب بتاتے ہیں، جو اللہ رب العزت کے رب ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔

تو آگے روایت ایک طرح کی ہے یعنی جو یہاں پر امام جعفر رضی اللہ تعالی عنہ نے بیان کیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سرکار دو عالم ﷺ کو بچانے میں تو کامیاب ہوئے مگر خود آپ رضی اللہ تعالیٰ پر اتنا تشدد ہوا کہ آپ کا چہرا مبارک سوجھ گیا

وكان أول من جاهد في الله

سب سے پہلے جنہوں نے اللہ کے لیے جہاد کیا وہ بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔

وأول من قاتل مع رسول الله صلى الله عليه وسلم

اور سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کفار کے خلاف جنہوں نے جہاد کیا وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔

اور ساتھ حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالی عنہ نے اسی دلیل میں یہ کہا

وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما نفعني مال كمال أبي بكر

کسی بندے کے مال نے مجھے وہ فائدہ نہیں پہنچایا جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے مال نے مجھے پہنچایا۔

(۲) پارہ:24، سورۃ المؤمن، الآیۃ:40۔

یہاں تک آپ نے اپنی دلیل مکمل کی اور اس رافضی کو کہا کہ وہ فضیلت تم نے جو بیان کی وہ اپنی جگہ ہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں اس آیت کریمہ

:لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ [1]

کے ضمن میں کئی فضیلتیں ہیں جو اولیت پر دلالت کرتی ہیں۔

تم اس کو کیوں Ignore (نظرانداز) کررہے ہو؟ یہ بھی سامنے رکھو۔

رافضی کی آٹھویں دلیل

رافضی نے اس پر اصرار نہیں کیا۔ اس نے یہ سمجھتے ہوئے کہ میری دلیل سے بڑی دلیل انہوں نے آگے سے بیان کردی ہے۔ اس نے اپنی اگلی دلیل ذکر کی

قال الرافضي: فان علياً لم يُشرك بالله طرفة عينٍ

رافضی نے کہا: مولا علی کی ذات تو وہ ذات ہے جنہوں نے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی شرک نہیں کیا۔

یعنی ساری زندگی جن کی اسلام پہ گزری ہے، کبھی شرک انہوں نے نہیں کیا۔ یہ ان کی فضیلت ہے تو اس پر

قال له جعفر: فإن الله أثنى على أبي بكر ثناءً يغني عن كل شئ

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی وہ شان بیان کی ہے کہ اس شان نے ان کو ہر شان سے بے نیاز کردیا ہے۔

---

(1) پارہ: 27، سورۃ الحدید، الآیۃ: 10۔

کہتے ہیں

قال الله تعالى: ﴿وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ [سورة الزمر:33]﴾ محمد ﷺ ﴿وَصَدَّقَ بِهٖ [سورة الزمر:33]﴾ ابو بكر رضی الله تعالى عنه وكلهم قالوا للنبى صلى الله عليه وسلم كذبت وقال أبو بكر: صدقت، فنزلت فيه هذه الآية: آية التصديق خاصة

تو حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ قرآن مجید، برہان رشید میں حضرت صدیق اکبر رضی الہ تعالی عنہ کی وہ شان جو رب نے بیان کی جس نے آپکو ہر شے سے بے نیاز کر دیا وہ یہ ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے

وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ

وہ ذات جو صدق لے کر آئی۔

اور یہ ذات حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ذات گرامی ہے

وَصَدَّقَ بِهٖ

اور وہ ذات جس نے اس صدق کی تصدیق کی

ابو بکر

یعنی جَآءَ بِالصِّدْقِ سے مراد رسول پاک ﷺ ہیں۔

اور صَدَّقَ بِهٖ سے مراد صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔

یہ آیت پڑھ کے اور اس کے ساتھ تفسیر پڑھ کے کہتے ہیں

وَكُلُّهُمْ قَالُوْا لِلنَّبِيِّ ﷺ كذبت

ایک زمانہ تھا جب روح زمین پر سرکار کو کذبت کہا جا رہا تھا معاذ اللہ۔ جب سرکار دو عالم ﷺ کہہ رہے تھے

انی رسول اللہ

میں اللہ کا رسول ہوں

آگے سے وہ کہتے تھے

کذبت

وقال ابو بکر صدقت

اور اس وقت بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے صدقت کہا

فنزلت فیہ ھذہ الآیۃ

تو یہ آیت ان کی شان میں نازل ہوئی۔ جس کو آیت تصدیق کہا جاتا ہے۔

تو یہ دوسری طرف اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے کسی کی ناراضگی ہوئی تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میرے دوست کا معاملہ مجھ تک رہنے دو۔

ایک وقت وہ تھا تم میں سے ہر ایک کے دروازے پہ اندھیرا تھا ابو بکر کے دروازے پہ اس وقت بھی سویرا تھا۔ ایک وقت وہ تھا کہ تم سب مجھے کہتے تھے

کذبت وقال ابو بکر صدقت

ابو بکر اس وقت بھی میری تصدیق کر رہے تھے۔

تو حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس رافضی کے سامنے ذکر کرتے ہوئے ان سب امور کو واضح کیا اور جب یہ آیت پڑھ لی آگے آیت کی تشریح کردی تو کہا

وآیۃ التصدیق خاصۃ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے اللہ تعالی نے آیت تصدیق نازل کی جو آپ ہی کی شان ہے۔

فهو التقی النقی المرضی الرضی، العدل المعدل الوفی.

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ ساری شانیں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت پڑھنے کے بعد بیان کیں کہ

آپ رضی تقی بھی ہیں، نقی بھی ہیں۔

اور پھر مرضی بھی ہیں، رضی بھی ہیں یعنی راضی ہونے والے بھی ہیں

اللہ کی طرف سے راضی ہوئے بھی ہیں اور آپ حد درجہ کے عادل بھی ہیں

والوفی

وفا کے اعلیٰ درجے کے پیکر ہیں۔

یہ ساری شانیں امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیں باقی مطلقا دونوں دلیلوں میں جو بیان کیا گیا تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "المکانۃ الحیدریہ" ایک رسالہ لکھا جو کہ فتاویٰ رضویہ میں موجود ہے۔ اس رسالے کا موضوع یہ ہے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شروع سے ہی مسلمان تھے۔ یعنی کبھی کفر نہیں کیا آپ نے اور کبھی شرک نہیں کیا۔

اور اسی رسالے کے اندر پھر حضرت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی دلائل دیے کہ ایسے ہی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شروع ہی سے مسلمان تھے اور کبھی بھی آپ نے رسول پاک ﷺ کے خلاف بھی نہیں کیا۔ آپ نے رسول پاک ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے بھی کبھی کفر و شرک نہیں کیا۔

اور اس پر پھر ان دونوں ہستیوں کے اس ابتدائی شروع ہی کے ایمان پر آپ نے اس رسالے میں دلائل دیے جس کا اصل موضوع مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ہے اور "المکانۃ الحیدریۃ" اس کا نام رکھا

رافضی کی نویں دلیل

اب یہاں پر رافضی نے پھر دلیل پیش کی۔ یہ اس کی نویں دلیل ہے۔

اس نے کہا کہ

قال الرافضی: فان حب علی رضی اللہ تعالی عنہ فرض فی کتاب اللہ

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کی محبت قرآن میں فرض قرار دی گئی ہے

قال اللہ تعالی: قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔[1]

سورۃ الشعراء کے اندر اللہ تعالی کا فرمان ہے: میں اس پر تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا مگر قرابت کی محبت (کنز الایمان)

تو یہ آیت مولا علی کی محبت کے بارے میں ہے اور اس سے مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کی محبت کی فرضیت ثابت ہو رہی ہے۔

قال لہ جعفر: لأبی بکر مثلها

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی محبت بھی یوں ہی فرض ہے اور وہ بھی قرآن مجید میں ہے۔

یعنی ان دلائل میں بعض جگہ لفظ "مثل" کے ساتھ دلیل کو بیان کیا اور اکثر جو اس مقام پر ترجیحاً کثرت والی دلیل تھی اس کو یہاں ذکر کیا

لأبی بکر مثلها

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے بھی قرآن مجید میں اسی کی مثل دلیل موجود ہے۔ کس طرح؟

(1) پارہ: 24، سورۃ الشوری، الآیۃ: 23۔

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ آیت کریمہ پڑھی

قال اللہ تعالی: وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنۡ بَعۡدِهِمۡ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا

وَلِإِخۡوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالۡإِيمَانِ

وَلَا تَجۡعَلۡ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ [۲]

کنز الایمان:

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ پڑھنے کے بعد اس سے دلیل اخذ کی کہ یہاں جو کہا گیا

رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِإِخۡوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالۡإِيمَانِ

ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے۔

تو ایمان میں سبقت لینے والے یہاں ممدوح قرار پائے اور مومنین پر لازم ہوا کہ وہ ان کے لیے دعا کریں اور دعا تب کی جائے گی جب پہلے ان سے محبت ہوگی تو محبت کے نتیجے میں پھر ان سے دعا ہوگی۔

تو امام جعفر صادق کہنے لگے:

فأبو بكر هو السابق بالإيمان

سابقون تو کئی ہیں اس جماعت سابقین میں پہلے نمبر پر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔

فالاستغفار له واجب ومحبته فرض وبغضه كفر

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا: یہ ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں کہ جن کے لیے استغفار واجب ہے۔

(۲) پارہ: 10، سورۃ الحشر، الآیۃ: 10۔

نوٹ: کسی کے لیے استغفار کرنے سے کسی کا کوئی مرتبہ کم نہیں ہوتا جس طرح آج یہ سمجھا جاتا ہے کہ کسی کے لیے کہیں گے کہ اے اللہ اس کی مغفرت کر دے تو اس سے مرتبہ کم ہوگا کیونکہ اصل میں عربی لٹریچر یہ ہے کہ کسی کے لیے استغفار کرنا اس کی عظمت کی دلیل ہے۔

لہٰذا جب کوئی دعا مانگ رہا ہے تو پہلے محبت ثابت ہوگی پھر یہ دعا ثابت ہوگی

فَالاستغفارُ لہٗ واجِب و مَحَبَّتُہٗ فرض و بُغْضُہٗ کفر

ان کی محبت فرض ہے اور ان کا بغض کفر ہے اور ان کے لیے استغفار واجب ہے۔

اور استغفار کے ثبوت کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی ذم ثابت ہو تو ہی اس کے لیے استغفار کیا جائے بلکہ مغفرت رفع درجات کی شکل میں بھی ہوتی ہے۔

اس بنیاد پر یہ گفتگو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رافضی کی نویں دلیل کے جواب میں دی۔

رافضی کی دسویں دلیل:

کسی جگہ بھی رافضی کی یہ علمی صلاحیت نہیں تھی کہ وہ امام جعفر صادق کی دلیل کے جواب میں Stand (ایکشن) لیتا کہ یہ جو تم کہہ رہے ہو اس طرح نہیں ہے، یہ اس طرح ہے بلکہ ہمیشہ اس کو چھوڑ کے اگلی دلیل کی طرف وہ بڑھتا رہا۔ جس طرح آج بھی ان لوگوں کا طریقہ ہے مناظرے میں کہ جو ادیان باطلہ اور فرقہ باطلہ سے تعلق رکھتے ہیں کہ وہ کہیں سٹینڈ نہیں لے سکتے، بس جب ایک جگہ پکڑے جاتے ہیں تو دوسری طرف چلے جاتے ہیں پھر اس سے آگے

اسی روایت پر اس رافضی نے دسویں دلیل پیش کی۔ کہتا ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

قال الرافضی: فإن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحسن والحسین سیدا شباب أهل الجنة، وأبوهما خیر منهما

امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنتی لوگوں کے سردار ہیں اور ان دونوں کے ابا جان حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ان دونوں سے افضل ہیں اور جب یہ دونوں جنتی جوانوں کے سردار ہیں اور پھر مولا علی ان دونوں سے بھی افضل ہیں تو پھر مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کے کیا کہنے؟

رافضی نے جنت میں آپ کی سرداری کو بطور دلیل پیش کیا

قال له جعفر: لأبی بکر عند اللہ أفضل من ذلك

اب کچھ دلیلیں ہیں جن کے جواب میں امام جعفر صادق نے فرمایا کہ

لابی بکر مثل ذلك

تو کہیں بھی کمی نہیں ہوئی کیونکہ بعض جگہ برابری تو پھر اکثر جگہ افضلیت کو انہوں نے ثابت کیا۔ یہاں پر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا

لأبی بکر عند اللہ أفضل من ذلك

یہ جو تم نے فضیلت بیان کی یہ سچی ہے، ثابت ہے، ایسے ہی ہے لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت اللہ جل جلالہ کے ہاں اس سے بھی بڑی ہے۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر وہ دلیل بیان کی اور فرمایا

حدثنی أب عن جدی

مجھے میرے ابا جی نے میرے دادا جان سے روایت کیا

یعنی یہ اہل بیت کی سند ہے کہ امام جعفر صادق کہتے ہیں مجھے میرے ابا جی نے میرے دادا جی سے روایت کیا اور میرے دادا جان نے

عن علي بن أبي طالب عليه السلام

یہ بات مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی۔

مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ

كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم

میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا

وليس عنده غيري

میرے سوا وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔

یعنی مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں میں اکیلا رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا

إذ طلع أبو بكر وعمر رضي الله عنهما

اچانک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ دور سے نمودار ہوئے۔ یعنی جہاں بیٹھے تھے ابھی وہاں پہنچے نہیں لیکن دور سے ان کا آنا واضح ہو گیا کہ وہ دونوں آرہے ہیں

فقال النبي صلى الله عليه وسلم

تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے پہنچنے سے پہلے پہلے مجھ سے ایک بات کی اور فرمایا جب تک یہ دونوں زندہ ہیں آپ نے یہ بات کسی کو بھی نہیں بتانی اور مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ جب تک وہ زندہ رہے میں نے کسی کو بھی نہیں بتائی کیونکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا

لا تخبرهما یا علی ما دام حیّین

جب تک یہ دونوں زندہ ہیں کسی کو بھی یہ بات نہ بتانا جو میں تمہیں بتا رہا ہوں

فما أخبرت به أحداً حتی ماتا.

جب تک دونوں کا وصال نہیں ہو گیا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق میں نے کسی کو نہیں بتائی۔

اب میں اس امت کو اس لیے بتا رہا ہوں کہ میرے پاس امانت ہے اور جس وقت نہیں بتانی تھی اب وہ وقت گزر گیا ہے۔ وہ دونوں ہستیاں دنیا سے تشریف لے گئی ہیں۔ تو وہ کیا بات تھی جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کو بتا دی اور فرمایا ان کے زندہ ہوتے ہوئے تم نے کسی کو نہیں بتانی اور بعد میں مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ نے وہ بتائی؟

امام جعفر صادق سند کے ساتھ رافضی کے سامنے اب وہ بات بیان کرنے لگے جس کو انہوں نے اجمالی طور پر کہا

لأبی بکر عند الله أفضل من ذلك

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے شان اللہ کے ہاں اس سے بھی بڑی ہے۔

فقال النبی صلی الله علیه وسلم یا علی

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی!

یعنی یہ وہ بات تھی جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پہنچنے سے پہلے، ان کے نظر آ جانے کے بعد مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کو فرما رہے تھے کہ یہ سن لو اور جب تک یہ زندہ ہیں کسی کو نہیں بتانا

یا علی: ھذان سیدا کُھُولِ اھلِ الجنۃِ وشبابھما

یہ دونوں وہ ہستیاں ہیں جو جنتی جوانوں اور جنت میں جو بڑی عمر والے لوگ جائیں گے ان سب کے یہ سردار ہیں۔

اگر چہ جنت میں جانے کے بعد سب ہی شباب ہونگے لیکن دنیا کے اندر جب وہ دنیا سے گئے

ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ

اھل جنت میں جو بڑی عمر کے لوگ ہیں

وشبابھما

اور اہل جنت کے جو شباب ہیں ان دونوں Categories (اقسام) کے لوگوں کے سردار یہ دونوں ہستیاں ہیں

☆۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یعنی حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا

شباب اھل جنۃ

اہل جنت کے جوانوں کا سردار ہونا طے شدہ ہے لیکن ایک ہے شباب کے سردار ایک ہے شباب اور کھول دونوں گروپوں کے سردار تو صدیق و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہ ہیں کہ جو شباب اھل الجنۃ کے بھی سردار ہیں اور کھول اھل الجنۃ کے بھی سردار ہیں۔

فیما مضی من سالف الدھر فی الأولین وما بقی فی غابرہ من الآخرین، إلا النبیین والمرسلین

یہ دونوں الفاظ "إلا النبيين والمرسلين " بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتھ بولے کہ آج تک جتنے شباب ہو چکے ہیں اور آج تک جتنے کہول ہو چکے ہیں اور قیامت تک جتنے شباب ہونگے اور جتنے کہول ہونگے سوائے نبیوں اور رسولوں کے باقی سب کے یہ دونوں سردار ہیں

فیما مضی اور و ما بقی

یعنی ایک ماضی کے لحاظ سے اور دوسرا مستقبل کے لحاظ سے۔

فی الاولین اور و من الاخرین

پہلوں میں اور پچھلوں میں

إلا النبيين والمرسلين

نبی اور رسول مستثنی ہیں۔ یہ ان کے سردار نہیں ہیں۔ نبیوں اور رسولوں کے علاوہ باقی سب کے سردار ہیں خواہ وہ شباب ہوں یا کہول ہوں اور باقی سب خواہ وہ ماضی میں ہیں یا مستقبل میں آئیں گے ان سب کی سرداری سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو عطا فرمائی ہے۔

تو امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس رافضی کو یہ دلیل دی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی اللہ جل جلالہ کے ہاں اس سے بڑی شان ہے۔

رافضی کی گیارہویں دلیل

رافضی اس پر جرات نہیں کر سکا کہ اس کی سند کمزور ہے یا میں یہ نہیں مانتا یا اس میں کچھ کمی ہے یا مطلب جو تم بتا رہے ہو یہ مطلب نہیں۔ رافضی نے اس پر کوئی جرأت نہیں کی اور اپنی اگلی دلیل کی طرف متوجہ ہوا اور اب موضوع بالکل ہی بدل کے

آگے آ گیا کہتا ہے؟

قال الرافضی

اس رافضی نے کہا کہ آپ اب مجھے یہ بتائیں

ایھما افضل فاطمة بنت رسول الله ﷺ ام عائشة بنت ابی بکر

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنھا جو کہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور دوسری طرف عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ بنت ابی بکر ہیں رضی اللہ تعالی عنہ ان دو ہستیوں میں افضل کون ہیں؟

یعنی خود اپنی طرف سے ایک طرح کی نسبت کر کے اس نے یہ سوال کیا۔ اب ظاہر ہے کہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونا یہ بہت بڑا مقام ہے اور اس کے مقابلے میں بنت ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہ ہونا یہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے والے وصف کے ہم پلہ تو نہیں ہو سکتا اور اس رافضی نے اس انداز میں پوچھا جب کہ بیان کرنے میں تو یوں بھی ہو سکتا تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ہیں ان کے اور حضرت سیدہ، طیبہ، طاہرہ، فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالی عنھا کے لحاظ سے دو سوال کرتا۔

بہر حال اب اس کے دونوں پاؤں اکھڑے ہوئے تھے اور وہ پہلے موضوع سے شکست کھا چکا تھا اور اب اس موضوع پر آ کر اپنی بات کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے یہ موضوع شروع کر دیا۔

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ نے کمال حکمت سے جواب دیا فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یس. وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ.[1]

اتنا پڑھا اور یہاں وقف کر کے پھر

حم. وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ.[2]

پڑھا یعنی دو سورتوں کا ابتدائیہ پڑھا اور کہا کہ تم مجھ سے اب یہ پوچھتے ہو کہ یہ سورۃ افضل ہے یا یہ سورۃ افضل ہے؟

آپ کا مقصد یہ تھا کہ اسے خود چاہیے کہ خود اتنی تو توجہ کر لے گا کہ میں مزید کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔ بس جس طرح یہ دونوں سورتیں ہیں، میں نے یہ دو سورتیں پڑھیں اب تم کس کو یہ کہو گے کہ اس کا تھوڑا مرتبہ ہے اور اس کا زیادہ مرتبہ!

تو اس نے آگے سے پھر چھیڑنا چاہا

فقال: اسئلك ايهما افضل؟

میں تجھ سے یہ پوچھ رہا ہوں کہ ان دو میں سے افضل کون ہے؟

فاطمة ابنة النبی صلی اللہ علیہ وسلم أم عائشة بنت أبی بکر، تقرأ القرآن؟

میں نے یہ پوچھا ان دو ہستیوں سے افضل کون ہے اور آپ آگے سے قرآن پڑھ رہے ہیں۔ یعنی وہ یہ کہنا چاہتا تھا آپ میرا سوال سمجھ ہی نہیں رہے کہ میں پوچھ کیا

(۱) پارہ:22، سورۃ یٰس، الآیۃ:1، 2۔

(۲) پارہ:25، سورۃ الزخرف، الآیۃ:1، 2۔

رہا ہوں؟ آپ آگے سے سوال سے Related (متعلقہ) جواب دے ہی نہیں رہے اور آپ آگے سے قرآن پڑھ رہے ہیں۔

جو آپ نے جواب دیا اس کے علاوہ مستقل طور پر جواب دیں

فقال له جعفر:

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اب تفصیلا جواب دیا اور فرمایا:

عائشة بنت أبي بكر زوجة رسول الله ﷺ معه في الجنة

عائشہ بنت ابی بکر ضرور ہیں لیکن وہ زوجہ رسول ﷺ ہیں اور یہ قانون ہے کہ سرکار کی زوجہ تو سرکار کے ساتھ ہی رہیں گی تو عائشہ جنتی ہیں اور رسول اکرم ﷺ کی معیت ان کو حاصل ہوگی

وفاطمة بنت رسول الله ﷺ سيدة نساء أهل الجنة

اور فاطمہ بنت رسول ﷺ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔

اور تو کیا پوچھتا ہے؟ تو دونوں کے لحاظ سے جو جواب آپ نے قرآن کی آیات پڑھ کے دیا تھا اسی کے پھر آپ نے وضاحت بھی کر دی اور فرمایا یہ بھی جنتی ہیں، وہ بھی جنتی ہیں۔ تم صرف یہ تنقیص کرنا چاہتے ہو! زوجیت کی نسبت بھی ساتھ بیان کرو اور جب زوجیت کی نسبت بیان کر دو گے تو تمہیں عائشہ صدیقہ کو بھی جنتی کہنا پڑے گا۔

اور صرف جنتی ہی نہیں بلکہ خاص قسم کی جنت جو رسول پاک ﷺ کی جنت ہے اس میں وہ رسول پاک ﷺ کے ساتھ ہوں گی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تو شان واضح ہے کہ آپ سیدہ نساء اھل الجنة ہیں۔

تو اس طرح آپ نے اس سوال کا جواب دیا جس کی اس نے مزید وضاحت کرنی چاہی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضاحت بھی کی اور اہل سنت کے نظریہ کو اجاگر کیا اور اس کے ساتھ روافض کو جو بیماری ہے اس کے لحاظ سے پھر جواب میں اضافہ بھی ضروری سمجھا چونکہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لحاظ سے اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں ایک تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصف بیان کیا اور پھر دوسرے نمبر پر فرمایا

• الطاعن علیٰ زوجۃِ رسول اللہ ﷺ لعنہ اللہ

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ پہ طعن کرے اللہ کی اس پر لعنت

والباغض لابنۃ رسول اللہ ﷺ خذلہ اللہ

اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی فاطمۃ الزاہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بغض رکھے اللہ اس کو ذلیل کرے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں جہتیں بیان کر دیں یعنی ان کے مقام کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بیان کر دیا کہ جو زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کرے وہ لعنت کا مستحق ہے اللہ اس پہ لعنت کرے اور جو سیدہ، طیبہ، طاہرہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بغض رکھے اللہ اس کو ذلیل و رسوا کرے۔

بارہویں دلیل

یہاں تک پہنچ کر اب رافضی نے اور دلیل شروع کر دی بلکہ یہاں اس نے گنجائش محسوس کی کہ وہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب پر جرح کر سکتا ہے تو بارہویں دلیل پر اس نے جرح کی اور حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے یہ کہا کہ

فقال الرافضي: عائشةُ قَاتَلَتْ عليًّا

وهي زوجة رسول الله ﷺ

آپ ان کی یہ نسبت بتاتے ہیں کہ وہ زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں حالانکہ

عائشةُ قَاتَلَتْ عليًّا

انہوں نے حضرت مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ سے جنگ کی (یعنی اس سے اس کی مراد جنگ جمل تھی)۔

تو اس نے یہ بنا کر بتایا کہ جب مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ سے انہوں نے اختلاف کیا اور جنگ تک معاملہ پہنچا اور جنگ ہوئی پھر جو مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ سے جنگ کرے تو تم اس کی فضیلت مان رہے ہو؟ اور اس طرح آیت کی شکل میں تم ان کی شان بتاتے ہو

یعنی معاذ اللہ یہ اشارہ کر رہا تھا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد جب انہوں نے جنگ کی تو اب بھی کیا ان کی زوجہ ہونے کا اعتبار کیا جائے گا؟

فقال به جعفر: نعم

امام جعفر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا وہ پھر بھی زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

اگرچہ انہوں نے مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ سے جنگ کی جو اجتہادی اختلاف تھا

ويلكَ

اب آپ نے گرم لہجے میں اس رافضی کو کہا تو تباہ ہو جائے، تیری ہلاکت ہو

قال الله تعالى: وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللهِ۔[1]

یہ قرآن مجید، برہان رشید کی آیت ہے اللہ فرماتا ہے: اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ

---

(1) پارہ: 22 سورۃ الاحزاب، الآیۃ: 53۔

رسول اللہ کو ایذا دو۔ (کنز الایمان)

تو اللہ رب العزت نے کس چیز کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اذیت کہا؟ ازواج مطہرات کے معاملے کو رب تعالیٰ نے اذیت کہا۔

تو تو آکے ان کے بارے میں اس جہت کا کوئی خیال ہی نہیں رکھ رہا کہ وہ زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور ایسی گفتگو کرتا ہے کہ جس کی بنیاد پر اذیت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچے تو تو اس آیت کو ذہن میں رکھ

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللّٰهِ

اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذا دو۔

تیرہویں دلیل

جب آپ نے یہ جواب دیا تو پھر رافضی اگلے مسئلے کی طرف منتقل ہوا وہ اس کی تیرہویں دلیل تھی

قال له الرافضی: توجد خلافة أبي بكر وعمر وعثمان وعلي في القرآن؟

اس نے یہ سوال کیا کہ یہ جو تم خلافت راشدہ مانتے ہو؟

اب یہاں امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو جواب دیا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آج ہم امام جعفر صادق والی سوچ پر ہیں یعنی وہ جو جواب دے رہے تھے تو سنی فکر کے مطابق وہ مسئول (جس سے سوال کیا جائے) بنے ہوئے تھے اور ان پر اعتراض رافضی کر رہا تھا کہ تم جو چار صحابہ کرام علیہم الرضوان کی خلاف مانتے ہو اور تم اس میں پہلے نمبر پر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مانتے ہو پھر عمر فاروق

رضی اللہ تعالی عنہ کی مانتے ہو پھر تم عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کی مانتے ہو پھر جا کہ تم مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کی مانتے ہو۔

اس بنیاد پر پھر سوال ہوا کہ تم مولا علی کی خلافت چوتھے نمبر پر رکھتے ہو اس کی کیا دلیل ہے ورنہ وہ تو مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت بلا فصل مانتے ہیں۔ رافضی تو اس ترتیب پر امام جعفر صادق سے سوال کر رہا تھا کہ کیا اس طرح خلافت پائی گئی ہے؟ کیا قرآن مجید، برہان رشید میں اس انداز میں اس کا تذکرہ موجود ہے؟

اس سوال کا جواب لمبا ہے جس کو ہم تیسرے حصے میں بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالی لیکن اجمالا یہ ہے

قال نعم

حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہاں ان چاروں کی خلافت کا ذکر قرآن میں موجود ہے اور اس ترتیب سے موجود ہے۔

یعنی جس ترتیب سے چاروں خلفاء ہیں اسی ترتیب سے ان کا ذکر قرآن مجید، برہان رشید میں موجود ہے اور تو صرف قرآن مجید کی بات کرتا ہے جبکہ

وفی التورة والانجیل

یہ ذکر وہ ہے جو تورات میں بھی موجود ہے اور انجیل میں بھی موجود ہے۔

ان شاء اللہ تیسرے موضوع اور تیسرے پارٹ کے اندر اس مناظرہ کو مکمل ذکر کریں گے اور اس رافضی کا بالآخر کہنا ہے کہ اے امام کیا اب میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ میں بھی اسی مسلک پر آنا چاہتا ہوں جو تمہارا مسلک ہے۔

تو پھر اس رافضی نے توبہ کی اور اہل سنت کے مسلک کو قبول کیا۔

تو یہ صرف افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مناظرہ نہ رہا، افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے علاوہ باقی بھی بہت سے موضوعات ہیں جو اس مناظرے میں آئے کہ جس کے باقاعدہ قلمی نسخے موجود ہیں۔ جس مناظرے کی سندیں موجود ہیں۔

اور پھر اس طرح آج یہ ہمارا علمی ورثہ ہے اور فکری لحاظ سے بھی یہ ہمارا ورثہ ہے جو ہمارے ہی حصے میں ہی آیا ہے کہ جو علمی ورثہ صدیوں سے آرہا تھا آج اس صدی میں اس کو ظاہر کرنے کے لحاظ سے رب ذوالجلال نے ہمیں سعادت بخشی۔ اور آج سے کئی سال پہلے اس موضوع پر ایک کانفرنس کی تھی اور اب اس پھر تفصیلاً بیان کر رہے ہیں۔

گستاخ رسول کا حکم

جس طرح کہ ہم اس سے پہلے بھی بیان کر چکے ہیں اور آج کے جمعۃ المبارک کے موقع پر اس مسئلے کو بیان کر رہے ہیں کہ کراچی کے اندر حد درجہ توہین کی گئی اور ایک نہیں مسلسل کئی طرح کی توہینیں رب ذوالجلال کی توہین اور وہ بھی بڑا بھیانک انداز اور سرور کونین، حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کی بار بار توہین کی گئی، شان صحابیت کی توہین کی گئی، شان اہل نبوت کی توہین کی گئیتو ہمارا حکومت پاکستان سے یہ مطالبہ ہے کہ جو مقدس ہستیوں کی توہین کا سلسلہ ہے اور جو بار بار گستاخیاں کی جا رہی ہیں، کراچی، لاہور اور دیگر مختلف شہروں کے اندر حکومت اس سلسلہ کے اندر سنجیدگی کا اظہار کرے۔

اور جو تازہ توہین کا واقعہ ہوا ہے فوری طور پر اس ملعون شخص کے خلاف ایف آئی آر کاٹی جائے اور اس کے بعد اسے قرار واقعی سزا دی جائے کیونکہ پاکستان کی بنیاد ادب واحترام پر ہے کہ ملک حاصل ہی اس لیے کیا گیا تھا کہ اسلام اور اسلام کی مقدس ہستیوں کا یہاں ادب واحترام ہو۔

اور پاکستان کے اندر اگر ایسا ہوتا ہے تو اس سے بانیان پاکستان کی روح بھی تڑپتی ہے اور پاکستان کا استحکام بھی معاذ اللہ داؤ پر لگ جاتا ہے۔

تو پاکستان کی سالمیت کے لیے، استحکام پاکستان کے لیے، پاکستان میں امن و امان کو برقرار رکھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ حکومت فوری طور راس شخص کے خلاف کاروائی کرے، اسے گرفتار کرے اور اسے پھانسی دے تا کہ اس ملک میں امن قائم رکھا جاسکے۔

اللہ تعالی ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ (آمین)

وآخر دعوی ان الحمد للہ رب العلمین